علمائے کرام

اور اُن کی ذمہ داریاں

www.KitaboSunnat.com

مولانا نجم الحسن تھانوی

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

علمائے کرام
اور ان کی ذمہ داریاں

مولانا سید نجم الحسن تھانویؒ

www.KitaboSunnat.com

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

کتاب	:	علمائے کرام اور اُن کی ذمہ داریاں
مصنف	:	مولانا سید نجم الحسن تھانویؒ
ادارت	:	محمد شاہد رفیع، غلام حسن ملک
نگران طباعت	:	حیران خٹک
سرورق	:	طارق اعظم
کمپوزنگ	:	محمد اعظم
اشاعت اول	:	۱۹۹۰ء
اشاعت دوم	:	۲۰۰۷ء
تعداد	:	۳۰۰۰
طابع	:	ادارہ تحقیقات اسلامی پریس اسلام آباد
قیمت	:	۲۶ روپے

ISBN-978-969-556-108-9

ناشر

دعوۃ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی پوسٹ بکس ۱۴۸۵ اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

۱	پیش لفظ	۵
۲	عرض مصنف	۷
۳	مسلم معاشرہ میں علماء کا مقام	۱۰
۴	علماء کے اختلاف کی حقیقت	۱۳
۵	علم کس کو کہتے ہیں	۱۵
۶	علمائے کرام کی ذمہ داریاں اور ان کے فرائض	۲۴
۷	اصلاح معاشرہ	۲۹
۸	چند عمومی گزارشات	۴۳
۹	آخری بات	۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اسلامی معاشرہ میں علمائے کرام کا کردار بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ افراد کو دینی تعلیم مہیا کرنا، معاشرہ کو اسلامی خطوط پر قائم رکھنا، اجتماعی اقدار و اخلاق کی تشکیل کے عمل میں حصہ لینا، معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد، معاشرہ کے بااثر طبقات کا احتساب اور محاسبہ، یہ سب علماء کرام کی وہ ذمہ داریاں ہیں جو اگر صحیح صحیح طریقہ سے ادا ہوتی رہیں تو بلاشبہ نتیجہ خیز بھی ہوتی ہیں اور معاشرہ بھی اسلامی اساس پر قائم رہتا ہے۔

گزشتہ دو سو برس کی سیاسی، فکری، تہذیبی، عسکری اور معاشی غلامی کے نتیجہ میں ہمارے ہاں جو خرابیاں پیدا ہوئی ہیں ان کو دو چار برسوں میں دُور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کام کے لیے مسلسل جہاد اور لگاتار جدوجہد کی ضرورت ہے، یہ جدوجہد انفرادی بھی ہونی چاہیے اور اجتماعی بھی، اس میں ارباب علم و دانش، اصحاب سیاست و حکومت اساتذہ و معلمین، اہل قلم اہل ادب، غرض سب کو حصہ لینا چاہیے۔

اگر یہ کہا جائے تو شاید کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ علماء کرام کا طبقہ وہ واحد طبقہ ہے جو کسی نہ کسی حد تک اپنی ملی ذمہ داریوں کو نبھانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ لیکن شاید یہ بات بھی غلط نہیں کہ علماء کرام کی کوششوں کے وہ نتائج نہیں نکل رہے جن کا ہر شخص منتظر ہے، جن کی ساری قوم کو توقع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حالات و زمانہ کی تبدیلی سے مسائل و مشکلات میں بھی بڑا تنوع پیدا ہو گیا ہے۔ اب ضرورت اس امر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہے کہ حالات وزمانہ کے تقاضوں سے واقفیت کے ساتھ ساتھ علمائے کرام ان مسائل ومشکلات سے بھی آگاہی حاصل کریں جو آج ملت اسلامی کو درپیش ہیں۔

زیرِ نظر کتابچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ دعوۃ اکیڈمی نے علماء کرام کے مطالعہ کے لیے خصوصی تحریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ علماء کرام کو تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے اصول کے تحت ان کی ذمہ داریوں کی بابت یاددہانی بھی کرائی جائے کہ یاددہانی اہلِ ایمان کے حق میں مفید ہوتی ہے اور ان مسائل ومشکلات کی نشان دہی بھی کی جائے جو دعوت وتبلیغ کے راستہ میں درپیش ہیں۔

دعوۃ اکیڈمی مولانا نجم الحسن صاحب کی شکرگزار ہے کہ انہوں نے ہماری درخواست پر یہ کتابچہ تحریر فرمایا اور اکیڈمی کو اس کی طباعت کی اجازت دی۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لیے بھی اور اس کے محترم قارئین کے لیے بھی مفید بنائے۔

ڈائریکٹر

دعوۃ اکیڈمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عرضِ مصنف

زیرِ نظر مضمون کی تحریر کا مقصد یہ ہے کہ ملک کے علمائے کرام کو ان باتوں کی طرف متوجہ کیا جائے جو نظروں سے اوجھل ہو رہی ہیں یا ان کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں ہے۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج بفضلہٖ تعالیٰ پاکستان میں علمائے کرام کی کمی نہیں۔ پاکستان بننے سے قبل کے زمانے پر نظر ڈالی جائے تو صورتِ حال آج سے بہت مختلف تھی۔ یعنی بڑے بڑے مدارس، اس سرزمین میں تھے جو اب ''بھارت'' کہلاتا ہے۔ اور ان بڑے مدارس میں ہر سال فارغ ہونے والوں کی تعداد چالیس پچاس افراد فی مدرسہ سے زائد نہیں تھی لیکن آج ماشاء اللہ سرزمین پاکستان میں مدارس دینیہ کا جال بچھا ہوا ہے اور بڑے مدارس کے فارغ ہونے والوں کی تعداد کم از کم ایک سو افراد فی مدرسہ کے لگ بھگ ہے اور محتاط اندازے کے مطابق ہر سال بفضلہٖ تعالیٰ ہزاروں طلباء کی دستار بندی ہو کر علماء کی تعداد میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ صورت حال ایک طرف اگر حوصلہ افزا ہے کہ بحمد للہ مسلمانوں میں علم دین کے حصول کا ذوق وشوق بڑھ رہا ہے اور ملک میں علمائے دین کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو کر ملت کی دینی ضرورتوں کے پورا ہونے کی اُمید کو تقویت مل رہی ہے تو دوسری طرف حوصلہ شکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے کہ قوم وملت کے افراد میں دینی شعور، دینی رجحان، دینی جذبہ اور دین پر عمل روز بروز روبہ انحطاط ہے۔ آج سے پچاس سال قبل کے زمانے کو دیکھا جائے تو علمائے کرام کی تعداد کم ہونے کے باوجود صورت حال مختلف تھی۔ خواص تو خواص، عوام میں بھی دینی معلومات ضروری حد تک موجود تھیں۔ روزمرہ کی عبادات کے متعلق مسائل وفضائل، ہر وقت کی خرید وفروخت کے متعلق دینی معلومات، اخلاق وعادات کو سنوارنے کی طرف توجہ، عام اخلاقی ودینی تعلیم کا گھر گھر چرچا، اور آپس کی نشست وبرخاست، بول چال اور برتاؤ میں دین کے تقاضوں کا لحاظ، مسلمانوں میں عام تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ علمائے کرام کی تعلیم اور ان کی کوششوں ہی کے ثمرات تھے کہ جن کی وجہ سے مسلمانوں کا معاشرہ بڑی حد تک اسلامی معاشرہ تھا۔

آج حالت بالکل مختلف نظر آتی ہے۔ علمائے کرام اور قوم کے دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے خصوصاً نو تعلیم یافتہ حضرات مسلسل ایک دوسرے سے دُور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یہ خلیج روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ صورت حال تشویشناک ہے اور اس کا ختم ہونا بہت ضروری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ علماء سے مستغنی ہیں یا یہ کہ بحیثیت مسلمان، ان کو دین سیکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس صورت حال کو درست کرنے کے لیے ایک پہلو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ہم بجائے علمائے کرام کے، عوام سے خطاب کرتے۔ مگر ہمیں علماء کرام کے طبقے سے اس سلسلے میں جو اُمیدیں وابستہ ہیں، وہ کسی اور سے نہیں۔ ہمیں امید واثق ہے کہ علمائے کرام، جس سنجیدگی، متانت اور دل سوزی کے ساتھ ہماری معروضات پر غور فرما کر سرگرم عمل ہوں گے اور اس کے ان شاء اللہ جو بہتر ثمرات ظاہر ہوں گے، وہ دوسری کسی صورت میں نہیں ہوں گے۔ پھر بات یہ ہے کہ علمائے کرام کا طبقہ چونکہ ایک ہی قسم کے علم وعمل سے آراستہ ہے جس کا مقصد ہی اصلاح خلق اور رضائے خداوندی ہے اور ان حضرات کی زندگی کا مطمح نظر ہر قسم کی تکلیفیں اٹھا کر دین کا بول بالا کرنا ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ علمائے کرام کی تعداد بھی، عوام کے مقابلے میں بہت کم ہے، اس لیے ان تک بات پہنچانا سہل ہے۔ بخلاف عوام کے کہ ان کی تعداد بھی بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ہے اور ان میں کوئی چیز ایسی نہیں، جس پر سب مجتمع ہوں بلکہ ہر طبقے کے رجحانات اور تقاضے مختلف ہیں۔ ان وجوہ اور دیگر کئی وجوہ کی بنا پر ہم علماء کرام کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کرنے چلے ہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ خالی الذہن ہو کر ان پر غور فرمائیں اور قوم کی دینی حالت سدھارنے کے لیے حسب استطاعت آگے بڑھیں۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی مخلصانہ مساعی کی برکت سے اس کٹھن کام کو آسان فرما دے گا۔

یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ ہمارا یہ اقدام "سورج کو چراغ دکھانے" یا "لقمان کو حکمت سکھانے" کے مترادف نہ ہو کیونکہ جو معروضات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں، وہ آپ جیسے اصحاب علم و فضل سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن مقصد صرف یہ ہے کہ ایک بار ان امور کی یاد دہانی کروا دی جائے جن کی طرف سے کسی وجہ سے ذہول ہو رہا ہے۔ واللہ الموفق والمعین

نجم الحسن تھانوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم معاشرہ میں علماء کا مقام

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ آج کے گئے گزرے دور میں بھی ہمارے معاشرے میں علمائے کرام کا جو مقام ہے وہ اتنا اونچا ہے کہ ملک وملت کا کوئی بھی طبقہ ہو، اس کے ذہن میں دینی لحاظ سے صرف علمائے کرام کی بات اور ان کی رائے کا وزن ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ وہ علمائے کرام کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرنے میں کمزوری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مگر جہاں تک ان کی بات کا تعلق ہے، ان کا ضمیر اسی کو صحیح جانتا ہے جو علماء کرام کہتے ہیں۔

اس کے پیش نظر، ظاہر ہے کہ علماء کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور علماء کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ قوم کی صحیح رہنمائی کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں اور ہر شخص اور ہر طبقے کو، اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق بات کو سمجھانے کی کوشش کریں۔

دوسری طرف یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ جب سے برصغیر پاک و ہند پر انگریز نے غاصبانہ قبضہ کیا، تبھی سے اس نے یہ محسوس کر لیا کہ اس ملک میں اولاً تو مسلمانوں کا اثر و رسوخ اور طاقت بہت زیادہ ہے اور ثانیاً مسلمانوں میں علماء کی جماعت بہت زیادہ اثر انداز ہے کہ مسلمان، ان کے کہنے پر بے چون و چرا عمل کرتے ہیں۔ ان باتوں کے پیش نظر انگریز نے اس سرزمین میں بسنے والی تمام قوموں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے صرف نظر کر کے مسلمانوں کو سب سے زیادہ اپنے جور و ظلم کا نشانہ بنایا۔ ان میں علمائے کرام کو خاص طور پر ختم کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ چنانچہ تاریخ اس امر کی امین ہے کہ انہوں نے عام مسلمانوں پر جو مظالم کیے اور جو سزائیں ان کو دیں، وہ ایسی وحشیانہ اور سفاکانہ تھیں کہ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ خاص کر علماء (جو اس وقت بہت بڑی تعداد میں اس سرزمین میں موجود تھے) کو اپنی درندگی کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں علماء کو پکڑ کر ان سے یہ کہلوانے کی کوشش کی جاتی کہ ہم انگریزوں کا ساتھ دیں گے اور بغاوت و سرکشی سے تائب ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی یہی راہ دکھائیں گے۔ جب تمام تر تشدد کے باوجود، وہ حضرات اس کے لیے آمادہ نہ ہوتے تو ان کے جسم کو توپ کے دہانے سے باندھ دیا جاتا اور کہا جاتا کہ اگر نہیں مانتے تو تم کو توپ سے اڑا دیا جائے گا۔ مگر الحمدللہ! علماء کرام نے ان کی اطاعت قبول نہ کی۔ اور ان سفاک درندوں نے ان حضرات کو توپ کے منہ سے باندھ کر توپ چلا دیا، جس سے ان حضرات نے اس طرح جام شہادت نوش کیا کہ ان کے جسم کے چیچھڑے اور ہڈیاں فضا میں بکھر گئیں (ایسا عمل ان لوگوں نے دوسرے مذاہب کے رہنماؤں کے ساتھ نہیں کیا)۔

یہ سب کچھ کر لینے کے بعد بھی انہوں نے یہ محسوس کیا کہ علماء کا اثر و رسوخ نہ کم ہوا اور نہ مسلمانوں کی طاقت کمزور ہوئی۔ بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں انگریزوں سے نفرت اور اشتعال بڑھتا جا رہا ہے تو انہوں نے طویل المیعاد منصوبے بنانے شروع کیے جن میں سرفہرست دو باتیں تھیں۔ ایک تو نئی نسل کو ذہنی طور پر گمراہ کرنا کہ ان کے دلوں سے دین اور دینداروں کی عظمت اور وقعت و ضرورت نہ صرف کم ہو جائے بلکہ رفتہ رفتہ وہ ان چیزوں سے بیزار ہو جائیں۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے جو طریقے اختیار کیے اور جو حربے بروئے کار لائے ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ ایک مستقل اور المناک داستان ہے۔ اس وقت تو یہ بتانا ہے کہ وہ اپنے ان مذموم عزائم میں اس حد تک ضرور کامیاب ہو گئے کہ اس ملک میں ایک ایسا بااثر طبقہ پیدا ہو گیا جو نہ صرف انگریز اور انگریزیت کو پسند کرنے لگا بلکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو ایک سازش کے تحت یہ بھی ذہن نشین کرا دیا گیا کہ مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ علمائے دین ہیں۔ اس طرح اس طبقے کے دل میں علماء سے نفرت وحقارت کا بیج بو دیا گیا۔ علماء کے باہمی اختلاف کو خوب اچھالا گیا۔ ایسے لوگ پیدا کیے گئے کہ جنہوں نے بھیس بدل کر ان کے ایجنٹوں کا کام کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج عوام وخواص میں علماء کے خلاف جس چیز کا چرچا ہے وہ یہی ہے کہ "علماء میں اختلاف ہے، ہم کدھر جائیں۔" ہر سادہ لوح انسان کو اس بات سے متاثر کر لیا جاتا ہے۔ علماء کو معاشرہ میں ایک اجنبی کی حیثیت سے دیکھا جانے لگا ہے اور بجز اذان دینے، نماز پڑھانے اور جنازہ ونکاح وغیرہ پڑھانے کے باقی تمام امور سے ان کو الگ کر دیا گیا۔ آج بھی علماء پر سے ہر قسم کا اعتماد اٹھانے کی بھرپور کوشش ہو رہی ہے۔

یہ صورت حال انتہائی خطرناک اور بھیانک ہے۔ کیونکہ اگر علماء پر سے عوام اور خواص کا اعتماد اُٹھ گیا تو پھر دین کا خدا ہی حافظ ہے۔ جیسے کسی قوم کو "مستند ڈاکٹروں" سے بدظن کر کے یہ سمجھا دیا جائے کہ یہ لوگ اعتماد کے قابل نہیں تو پھر قوم عطائیوں اور پنساریوں کی طرف رجوع کرنا شروع کر دے گی اور پھر اس کی صحت کے تباہ ہونے میں کیا کلام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء کے اختلاف کی حقیقت

یہاں پر یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ علماء میں اختلاف کی کیا حقیقت ہے؟ اور اس کو ایک سازش کے تحت کس انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

اوّل تو یہ غور کیجیے کہ دنیا میں کون سا شعبہ ہے اور کون سا طبقہ ہے جس میں اختلاف نہیں۔ تجارت، زراعت، علاج معالجہ، علوم وفنون، سائنس، صحافت، ادب، تاریخ، جغرافیہ، صنعت وحرفت، غرض کس جگہ اختلاف نہیں؟ اختلاف ہی سے دنیا قائم ہے۔ مگر کیا ہر شعبے کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے گا کہ اس میں اختلاف ہے اور پھر اس شعبے کے ماہرین کو چھوڑ کر جہلاء اور ناواقفوں کا اتباع کیا جائے گا۔ عمارتیں اور مکانات تعمیر کرنے چھوڑ دو کہ انجینئروں میں اختلاف ہے۔ کھیتی باڑی ترک کر دو کہ اس میں اختلاف ہے۔ بیماریوں کا علاج کرنا چھوڑ دو کہ اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کسی چیز کو نہ چھوڑا گیا، نہ اس کے جاننے والوں پر اختلاف کی وجہ سے عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا بلکہ ہر کام جاری ہے اور ہر شخص اپنی اپنی پسند کے ماہر کے پاس جا کر اپنا کام کرواتا ہے۔ کسی اناڑی، ناواقف اور متعلقہ فن سے جاہل کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرتا۔ تو ہماری گزارش یہ ہے کہ دین کے بارے میں بھی یہی طریقہ اختیار کیجیے۔

دوسری بات غور کرنے سے یہ واضح ہوتی ہے کہ علماء کا اختلاف تو صرف چند مسائل میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہزار ہا باتوں میں سب کا اتفاق ہے۔ مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، ملاوٹ کرنا، جھگڑا فساد پھیلانا، گالی گلوچ کرنا، حسد کرنا، تکبر کرنا، ظلم کرنا، قتل کرنا، چوری کرنا، ڈکیتی کرنا، ان سب چیزوں کو کون سا عالم ہے جو درست کہتا ہے۔ سب علماء بہ اتفاقِ رائے ان کو برا کہنے اور ان کا ارتکاب کرنے سے روکتے ہیں۔ دوسری طرف نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، سچ بولنا، امانت و دیانت اختیار کرنا، محبت و ہمدردی کرنا، خدا سے ڈرنا، رسول کریم ﷺ کا اتباع کرنا، تواضع، حلم و بردباری، متانت و سنجیدگی، صبر، شکر، قناعت، فکرِ آخرت وغیرہ۔ کون سا بدبخت عالم ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑنے کو کہتا ہے۔ سب علماء بہ اتفاقِ رائے ان چیزوں کو اچھا کہتے اور ہر شخص کو ان باتوں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

اس صورت حال کے پیش نظر، ہم اگر یہ دیکھتے کہ جن چیزوں میں علماء کا اتفاق ہے، وہ تو ساری کی ساری قوم نے اپنا رکھی ہیں اور دل و جان سے اس پر عمل کر رہے ہیں۔ مگر چند وہ باتیں کہ جن میں اختلاف ہے، اس میں پریشان ہیں کہ کیا کریں تو ہم سمجھتے کہ وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ علماء میں اختلاف کی وجہ سے فلاں فلاں باتوں پر عمل کرنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ مگر اس کا حل بھی پہلی بات سے نکل آتا ہے کہ جس کے ساتھ آپ کو زیادہ اعتقاد ہو، اس کی بات مان لو، جیسے ڈاکٹروں کے سلسلے میں کرتے ہو۔ مگر حالت یہ ہے کہ نماز، جو سب سے زیادہ ضروری اور سب سے زیادہ اتفاق والی چیز ہے کہ سب اس کے پڑھنے کو کہتے ہیں، اس میں ہمارا کردار یہ ہے کہ مسجدیں خالی پڑی ہیں۔ جس مسجد میں ایک سو نمازیوں کی جگہ ہے وہاں آٹھ دس ہوتے ہیں۔ ورنہ اگر سب نمازی بن جائیں تو موجودہ مسجدیں ناکافی ہو جائیں۔

واضح ہو گیا کہ علماء کے اختلاف کا پروپیگنڈا صرف دین کے کاموں سے راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے ہے اور نفس و شیطان کی ایک چال ہے جس سے ہم دین سے متنفر ہو رہے ہیں۔ اس میں سراسر ہمارا نقصان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم کس کو کہتے ہیں

علماء اور عوام وخواص کو اپنے اپنے فرائض جان لینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جاننا چاہیے کہ ''علم کیا ہے۔'' اگرچہ علماء نے اس کی تعریفیں مختلف انداز میں کی ہیں اور اس کے معنی سمجھانے کے لیے مختلف انداز اختیار کیے ہیں، مگر اس کے لیے مختصر طور پر یہ سمجھ لیجیے کہ ''علم'' کے معنی ہیں ''جاننا''۔ ہر وہ چیز جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے تھے، اگر اس کو جان لیں گے تو ہمیں اس چیز کا علم حاصل ہو جائے گا۔

شریعت میں وہی علم معتبر ہے جس پر عمل بھی کیا جائے۔ دین کا علم حاصل کرنے کے بعد اگر اس کے مقتضا پر عمل نہ کیا گیا تو وہ علم بے کار ہے اور جہالت سے بدتر ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے کا ذکر ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ ۲:۱۰۲)

اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں (یعنی سحر اور منتر وغیرہ) کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بری تھی۔ کاش! وہ (اس بات کو) جانتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں غور کرنے سے واضح ہو جائے گا کہ کلام کی ابتداء "وَلَقَدْ عَلِمُوْا" سے ہو رہی ہے جس میں تاکید کے ساتھ علم کو ثابت کیا جا رہا ہے اور کلام کا اختتام "لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ" پر ہو رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو علم نہیں تھا کیونکہ تمنا اسی چیز کی کی جاتی ہے کہ جو معدوم ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف لغوی طور پر علم حاصل کرنا معتبر نہیں جب تک کہ اس پر عمل نہ ہو۔ اگر ایک شخص کو یہ معلوم ہے کہ سنکھیا کھانے سے انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے، پھر وہ سنکھیا کھا کر مر جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا یہ علم بے کار ہوا۔ اسی طرح دین کی باتوں کو جاننے کے باوجود، ان پر عمل نہ کرنا، علم نہیں کہلاتا۔

فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم
ہندسہ یا رمل یا اعدادِ شوم
علم رسمی سربسر قیل ست وقال
نے از و کیفتے حاصل نہ حال

علم حقیقت کی نشاندہی فرماتے ہیں:

جانِ جملہ علمہا این ست وایں
کہ بہ انی من کیم در یومِ دیں

مطلب یہ کہ علم تو وہی ہے جس کے بعد انسان کو فکر آخرت لگ جائے۔

علم کی اقسام

علم کی اقسام دو ہیں جو اصطلاح میں ''علم معاش اور ''علم معاد'' کہلاتی ہیں۔ جو علم انسان دنیا کمانے یا دنیا کی معلومات جمع کرنے کے لیے حاصل کرتا ہے وہ علم معاش کہلاتا ہے اور جو علم دین حاصل کرنے اور اپنی آخرت سنوارنے کے لیے حاصل کر کے اس پر عمل کرنا شروع کر دے، وہ علم معاد کہلاتا ہے۔ اس وقت ہمارا روئے سخن ان حضرات کی طرف ہے جو عالم دین ہیں اور علم معاد کے حامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمِ دین کی فضیلت

علمِ دین کی اہمیت واضح کرنے کے لیے یہاں مختصر طور پر علم دین کے کچھ فضائل بیان کیے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ حاملانِ علومِ دینیہ خدا کے فضل سے کس اونچے مقام پر فائز ہیں اور خدا اور رسول ﷺ کی نظر میں ان کی کیا قدر و قیمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ (الزمر ۳۹:۹)

کیا برابر ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے۔

دوسری جگہ فرمایا:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰت (المجادله ۵۸:۱۱)

اللہ تعالیٰ بلند فرماتا ہے ان لوگوں کے درجے جو ایمان لائے تم میں سے، اور ان لوگوں کے جو علم والے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ان العالم ليستغفرله من فى السمٰوٰت ومن فى الارض حتى الحيتان فى الماء

بے شک عالم کے لیے استغفار کرتے ہیں جو بھی زمین اور آسمانوں میں ہیں حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں۔

اور فرمایا:

فضل العالم على العابد كفضل القمر على سائر الكواكب

عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی چاند کی تمام ستاروں پر

نیز فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان العلماء ورثة الانبياء والانبياء ماورثوا درهما ولا دينارا وانما ورثوا العلم ، فمن اخذ به اخذ بحظ وافر من ميراثهم

بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور انبیاء ورثہ میں دینار و درہم نہیں چھوڑتے بلکہ علم کی میراث چھوڑتے ہیں تو جس نے علم کو حاصل کیا اس نے ان کی میراث سے بڑا حصہ پایا۔

ان آیات [illegible] علم کی فضیلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی آیات واحادیث موجود ہیں جن سے علم کی رفعت، شان اور علماء کا بلند مقام معلوم ہوتا ہے۔

علم دین کے حامل ہی کو "عالم" کہا جاتا ہے۔ مگر اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں عالم کون ہے؟ اس کو کسی قدر تفصیل [illegible] بیان کیا جاتا ہے۔

عالم کی تعریف

[illegible] عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مستند دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے سند حاصل کر لے تو وہ عالم بن جاتا ہے اور ایسے حضرات جو یہ سند حاصل کر لیتے ہیں، خود بھی اپنے کو عالم و فاضل ہی سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن صورت حال ایسی نہیں بلکہ علم حاصل کرنے کے بعد ضرورت اس بات کی ہے کہ علم پڑھانے اور دوسروں کو پہنچانے میں بھی معتد بہ وقت اساتذہ کی نگرانی میں لگایا جائے، کیونکہ تعلیم سے فراغت اور سند حاصل کرنے کے بعد انسان میں علمی استعداد تو پیدا ہو جاتی ہے مگر علمی استعداد کو بڑھانے اور کارآمد بنانے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اساتذہ کرام اور ماہرین کی نگرانی میں تدریس کا کام کیا جائے۔ [illegible] علم حاصل کرنے اور پڑھنے میں صرف ہوا ہے، کم از کم اتنا ہی عرصہ پڑھانے میں لگایا جائے تب کہیں جا کر استعداد پختہ ہوتی ہے اور ایک فارغ التحصیل طالب علم کو عالم کہا جاسکتا ہے۔

لیکن یہاں یہ بات سمجھ لیجیے کہ اس کائنات میں ہر چیز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔صورت بغیر حقیقت کے پائی تو جاسکتی ہے مگر وہ بغیر حقیقت کے بے کار ہے اور حقیقت بغیر صورت کے پائی ہی نہیں جاسکتی۔

ایک آدمی کو آپ ملازم رکھنا چاہیں جو اندھا بھی ہے، بہرا بھی ہے، گونگا بھی ہے، مفلوج بھی ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں شل ہیں تو یہ شخص صورتِ انسان تو ہے مگر انسان کی حقیقت اس پر موجود نہیں اور ملازم آپ اسی کو رکھیں گے جس میں حقیقتِ انسان بھی موجود ہو۔ مگر حقیقتِ انسان، آپ کو بغیر صورت انسان کے، کسی طرح بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ غرض اس کائنات میں صرف صورت سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ صورت کے ساتھ حقیقت بھی ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ اس کو دیکھ کر یہی سمجھیں گے کہ یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ لیکن اگر وہ بے وضو ہو یا سورۃ وغیرہ نہ پڑھ رہا ہو، صرف رکوع وسجود وغیرہ کر رہا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ واقع میں اور حقیقت میں نماز نہیں پڑھ رہا۔

اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایک طالب علم فراغت کے بعد ایک مناسب عرصے تک پڑھانے کا کام کرے گا تو عالم کہلانے کا مستحق ہوگا۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد "صورت علم" اس طالب علم کو حاصل ہو جائے گی مگر "حقیقت علم" حاصل نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے کچھ اور تقاضے بھی ہیں جن کا ہونا ضروری ہے۔

ان امور کو سمجھنے کے لیے قرآن مجید کی آیت کے ایک ٹکڑے پر غور کیجیے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر ۳۵:۲۸)

اللہ تعالیٰ سے تو صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔

اس جگہ کلام میں حصر ہے، مطلب یہ کہ اللہ سے ڈرنے والے اگر کوئی ہیں تو وہ صرف علماء ہیں۔ علماء کے سوا اللہ سے کوئی نہیں ڈرتا۔ یہاں یہ ثابت ہوگیا کہ علماء کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ سے ڈرنے والے ہوں۔ ظاہر میں بھی باطن میں بھی۔ یہ ہے وہ "حقیقت" جو صورت کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ کی بارگاہ میں عالم تبھی کہلائے گا، جب اس کے دل میں اللہ کا خوف بھی ہو۔ صرف کتابیں پڑھ لینے سے اپنے کو عالم سمجھنا غلطی ہے۔

خشیت خداوندی کے درجات

یہاں سوال پیدا ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا خوف تو ایسی چیز ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں ضرور ہوتا ہے۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ [illegible] تو کیا اس طرح، تمام مسلمان (خواہ وہ کسی درجے کے ہوں) علماء میں شامل ہو جائیں گے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ سو اس کو سمجھیے کہ خشیت خداوندی کے درجات ہیں۔ ادنیٰ درجے کی خشیت تو ہر مسلمان کو حاصل ہے، مگر خشیت کے اعلیٰ، ارفع، اعلیٰ تر، ارفع تر، اعلیٰ ترین اور ارفع ترین درجات ہر شخص کو حاصل نہیں ہیں۔

خشیت خداوندی کے اثرات

ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کی کیفیت اگر انسان پر بہت زیادہ طاری ہو جائے تو باطنی طور پر مضر ہوتی ہے۔ کیونکہ خشیت کی زیادتی سے انسان بعض اوقات معطل ہو کے رہ جاتا ہے۔ نہ دنیا کے کام کا رہتا ہے اور نہ دین کے۔ بخلاف محبت کے، کہ اس کی شان یہ ہے کہ جتنی بھی ہو، مفید ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جب خشیت کے حصول کے لیے دعا تعلیم فرمائی تو خشیت کو محدود کر دیا اور فرمایا:

اللھم انی اسئلک من خشیتک ما تحول بینی و بین معاصیک

یا اللہ میں تجھ سے تیرا خوف اتنا مانگتا ہوں کہ جو مجھے تیری نافرمانی سے باز رکھے۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ خوف خدا کی تاثیر یہ ہے کہ انسان اللہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی سے بچنے لگتا ہے۔ دوسری یہ کہ خوف صرف اتنا مطلوب ہے کہ جس سے انسان گناہوں سے بچنے لگے۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

اللّٰھُمَّ انی اسئلك حبك وحب من یحبك وحب عمل یقرب الی حبك

یا اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت مانگتا ہوں جن کو تجھ سے محبت ہے اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو تیری محبت سے قریب کردے۔

دیکھیے اعمال میں اور قرب میں محبت کو محدود کر کے طلب نہیں فرمایا۔ وجہ ظاہر ہے کہ محبت جتنی بھی ہوگی، وہ اعمال میں اور قرب میں معین ہوگی۔ بخلاف خوف کے کہ وہ اگر حد سے زائد ہو تو مضر ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ! کیا تعلیم ہے؟

نتیجہ

اس تفصیل کا نتیجہ یہ نکلا کہ عالم وہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہو اور اللہ سے ڈرنے والا وہ ہے کہ جو گناہوں سے بچتا ہو۔ گویا منطقی اصطلاح میں یہ "صغریٰ کبریٰ" ہوگیا۔ اب "شکل اوّل" (جو منطق کی چاروں شکلوں میں سب سے زیادہ بدیہہ الانتاج ہے) سے نتیجہ نکال لیجیے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

العالم یخشی اللہ، ومن یخشی اللہ یحجر عن المعاصی، فالعالم یحجر عن المعاصی

عالم وہ ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور ہر وہ شخص جو خدا سے ڈرتا ہے، گناہوں سے بچتا ہے۔ لہٰذا عالم گناہوں سے بچتا ہے۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوگیا کہ خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں عالم وہی ہے جو گناہوں سے بچتا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا ہر شخص کے ہاتھ میں معیار آ گیا کہ وہ اپنے کو جانچ لے کہ عالم ہوں یا نہیں۔ گناہوں کے لفظ کو عام رکھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے گناہ۔ ظاہری، باطنی، صغیرہ، کبیرہ۔

یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ عالم بننے کے لیے جہاں کتابی علم ضروری ہے وہاں صفائے باطن بھی ضروری ہے کیونکہ خشیت خداوندی اور اجتناب عن المعاصی صفائے باطن اور تزکیہ نفس کے بغیر ممکن نہیں۔

تزکیۂ نفس کی ضرورت

جیسا کہ معلوم ہے کہ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا سبب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نیکی اور بدی اختیار کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ یعنی کوئی شخص اگر نیکی کی راہ اختیار کرتا ہے تو وہ کسی کے جبر سے نہیں کرتا بلکہ اپنی رائے، اپنی پسند اور اپنے عزم و ارادہ سے کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص برائی کا راستہ اپناتا ہے، وہ بھی اپنے اختیار اور پسند سے اپناتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کی نجات اور کامیابی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نیکی کا راستہ اختیار کرے لیکن جب وہ ایسا کرتا ہے تو اس کو بہت سی مشکلات اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔ سب سے پہلے تو انسان کا نفس آڑے آ جاتا ہے جو برائی کا اور آزادی کا طالب ہے۔ شریعت کی پابندی کرنے میں انسان کی آزادی پر زد پڑتی ہے اس لیے فطری طور پر انسان کو نیکی کی راہ اختیار کرنے میں مشقت پیش آتی ہے۔ اگر زبردستی کسی نے نیکی کی راہ اختیار کر بھی لی اور اپنے نفس پر جبر کر کے صحیح راہ پر گامزن ہو بھی گیا تو ہر وقت نفس کے ساتھ کشاکش اور مقابلے کی صورت رہتی ہے۔ مثلاً نماز پڑھنی شروع کی ہے تو دو چار دن تو پابندی ہو جاتی ہے مگر پھر نفس غالب آ جاتا ہے اور نماز چھوٹ جاتی ہے۔ پھر کچھ روز کے بعد نیکی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ پھر نماز پڑھنی شروع کر دیتا ہے مگر پھر کچھ روز کے بعد رہ جاتا ہے۔ دوسری عبادات و اعمال کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے۔ اس لیے اس صورت کا مقابلہ کرنے کے لیے اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ انسان مستقل طور پر اپنے نفس پر غلبہ پالے تاکہ نفس کی مخالفت کے وقت اس پر قابو پالیا جائے اور اعمال صالحہ اور راہِ نیک پر چلنے میں خلل نہ پڑے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے قلب وروح ''خشیت خداوندی'' کی دولت سے آراستہ ہوجائیں گے اوران شاء اللہ گناہوں سے بھی بے رغبتی بلکہ نفرت پیدا ہوجائے گی۔ اگر بشریت سے کبھی کوئی گناہ ہو بھی گیا تو فوراً توبہ کی توفیق ہوجائے گی۔ اس طرح انسان کی زندگی درست ہوجائے گی اور انسان صحیح معنوں میں عالم کہلانے کا مستحق ہوجائے گا۔

چونکہ ہمارا خطاب اس وقت انہی حضرات سے ہے جو دینی لحاظ سے عالم ہیں اور بفضلہ تعالیٰ علم دین کے زیور سے آراستہ ہیں، اس لیے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان حضرات کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمائے کرام کی ذمہ داریاں اور ان کے فرائض

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

العلماء ورثة الانبياء

علمائے دین انبیاء (علیہم السلام) کے وارث ہیں۔

اس لیے وہ تمام فرائض جو اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو دے کر اس کائنات میں بھیجا علمائے کرام پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ اب چونکہ نبوت ختم ہوگئی مگر نبی آخر الزماں ﷺ کی سیرت و کردار، تعلیمات و اسوہ اور آپؐ کی لائی کتاب اور شریعت اور آپ کی سنت مقدسہ، سب کچھ اپنی اصلی صورت میں موجود ہیں، علمائے کرام ہی اس امانت کے وارث ہیں اور ان ہی کو انبیائے کرام علیہم السلام کی نیابت کا فرض ادا کرنا ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

میری اُمت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔

پہلا فرض، تبلیغ

تحصیل علمِ دین، اس میں رسوخ حاصل کرنے اور تزکیۂ باطن کے بعد سب سے پہلا فریضہ جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء پر عائد ہوتا ہے، وہ علوم دینیہ کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ کوئی مدرسہ کھول کر بیٹھ جائیں اور وہاں علم دین کی تعلیم کا سلسلہ جاری کریں جو ایک ضروری اور بنیادی کام ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں کہ ہر عالم ایک مدرسہ جاری کرے۔ اس لیے تبلیغ کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کرنے ضروری ہیں جو بذریعہ وعظ و نصیحت، بخطاب خاص اور بخطاب عام، اصلاحِ معاشرہ وغیرہ کی صورتوں میں ہوں گے۔

تبلیغ کا طریقہ

تبلیغ کے معنی ہیں ''پہنچانا'' اور اصطلاح شرع میں دین کے احکام دوسروں تک پہنچانے کو تبلیغ کہتے ہیں۔ یہ دو طرح ہو سکتی ہے۔ ایک تو زبانی دوسرے تحریری۔ زبانی دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ ایک بخطاب خاص دوسری بخطاب عام۔ ہمارے پیش نظر اس وقت تبلیغ بخطاب عام اور تبلیغ بخطاب خاص ہے۔ اسی کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔

قرآن وحدیث اور اسوۂ رسول ﷺ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انتہائی صبر و تحمل، استقلال و استقامت اور حلم و بردباری کا ہے۔ ایک عالم دین کے لیے ضروری ہے کہ وہ جب اس مقدس فریضے کو ادا کرنے کے لیے نکلے تو مخاطب سے ہر قسم کی بات سننے کے لیے تیار رہے اور کسی مرحلے پر بھی مشتعل ہو کر کوئی نامناسب کلمہ زبان سے نہ نکالے بلکہ شفقت، ترحم، محبت اور پیار سے سمجھائے۔ مخاطب کی پوری ہمدردی قلب میں موجود ہو اور نہایت دلسوزی اور توجہ سے بات کرے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے:

فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى

تم دونوں اس سے نرم گفتگو کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کر لے یا اللہ سے ڈرے۔

یہ خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے ہے کہ تم دونوں فرعون کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جا کر تبلیغ کرو مگر نرمی سے بات کرنا۔

یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے، اس کو معلوم تھا کہ فرعون کو خواہ نرمی سے خطاب کیا جائے یا سختی سے، وہ ایمان نہیں لائے گا۔ اس لیے اب تو صرف حجت اور ایک ضابطہ پورا کرنا ہے، خطاب کسی طرح بھی ہو مگر باوجود اس کے، نرمی سے بات کرنے کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ تبلیغ کا ادب اور اس کا تقاضا یہی ہے کہ نرمی سے بات کی جائے۔ لہٰذا علمائے کرام کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جب فریضہ تبلیغ ادا کریں تو سراپا رحمت و شفقت اور خیر خواہ بن کر کریں بلکہ موقع اور محل کی مناسبت سے بھی کام لیں جیسا کہ ارشاد ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط

(النحل ۱۶:۱۲۵)

اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت سے دعوت دیجیے اور بہترین نصیحت کے ساتھ اور احسن طریقے سے مباحثہ کیجیے۔

اس آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تبلیغ کے آداب بیان فرما دیے گئے ہیں۔ کیونکہ جب انسان اس نازک کام کے لیے نکلتا ہے تو اولاً تو مخاطب کے سامنے اپنا مدعا پیش کرنا ہے، اس کو ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ'' سے ظاہر فرمایا۔ مدعا پیش کرنے کے دو طریقے ہیں۔ اول تو یہ کہ انسان بے پروائی سے عام انداز میں ضابطے کے مطابق اپنی بات کہہ دے۔ دوسرا یہ کہ پہلے سے پروگرام بنا کر بات کرے مثلاً یہ کہ پہلے تمہید باندھے پھر کچھ شواہد و دلائل کی طرف آئے، اس کو ''بالحکمۃ'' سے ظاہر فرمایا۔ اس کے بعد قدم یہ ہے کہ جب اصل مقصد و مطلب پر آئے تو نہایت حسین انداز سے نصیحت کا پہلو لے کر بات کرے۔ مقابلہ اور معارضہ، طعن و تشنیع کی صورت نہ ہو، بلکہ ہمدردی، دلسوزی اور توجہ کے ساتھ حسین الفاظ، مناسب طرزِ تکلم اور اعلیٰ طریقہ سے خطاب کرے۔ اس کے باوجود بھی اگر مخاطب کوئی نامناسب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلو اختیار کرے اور بحث و مناظرہ پر اتر آئے یا مشتعل ہو جائے اور کچھ غیر مہذب گفتگو کرنے لگے تو ظاہر ہے کہ بحث کا جواب تو بحث و مناظرہ ہی سے دیا جائے گا، مگر ہدایت فرمائی کہ اگر بحث و جدال کی نوبت آ جائے تو اس کو بھی ایسے پہلو سے اختیار کرو جو بہت ہی حسن و خوبصورتی کا حامل ہو، نہ غصہ ہو نہ غرور ہو، نہ اشتعال ہو، نہ غیر مناسب گفتگو ہو بلکہ اپنے جذبات پر قابو پا کر نہایت سنجیدگی اور متانت سے بات کی جائے۔

بہر حال حکیمانہ استدلال ہو یا وعظ و نصیحت، یا جدال و مناظرہ اور بحث و تکرار، ایک مبلغ اور داعی کے لیے یہ بات لازم ہے کہ اپنے مخاطب سے نرمی اور خیر خواہی سے گفتگو کرے اور شدت و سختی نہ آنے دے کیونکہ سختی و شدت کا طریق، مخاطب کے دل میں نفرت، عداوت اور ضد کے جذبات پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ قبول حق کے لیے آمادہ نہیں ہوتا اور اس طرح تبلیغ کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح دعوت و تبلیغ میں مخاطب کی بد سلیقگی یا بد تہذیبی و بد زبانی کو برداشت، اور اس کی ان باتوں سے درگزر کرنا اور ان سب باتوں کے باوجود بھی اس کو خیر خواہی سے نصیحت کرنا اور گفتگو کا ایسا مؤثر انداز اختیار کرنا جو دل میں گھر کر جائے، نہایت ضروری ہے۔

اس کی نظیر رسول کریم ﷺ کا وہ اسوۂ حسنہ ہے کہ جب آپ نے بحکم خداوندی کوہِ صفا پر چڑھ کر اہل مکہ کو حق کی تبلیغ کرنے کے لیے جمع فرمایا تو آپؐ نے اصل مدعا بیان فرمانے سے پہلے فرمایا:

اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے غنیم چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم لوگ میری اس بات کو تسلیم کر لو گے؟

سب نے بہ اتفاق رائے یہ کہا:

بے شک! ہم تسلیم کر لیں گے کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کی ہر بات کو سچا پایا۔

مگر جب آپ نے یہ فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر یہ بات ہے تو سن لو کہ اللہ ایک ہے اور حساب و کتاب کا دن آنے والا ہے تو ان سب کے تیور بدل گئے اور اول فول بکنا شروع کر دیا۔ پھر آپؐ نے ان کو نرمی اور شفقت و رحمت سے سمجھانے کی کوشش کی۔

اسی طرح دین کو آسان کر کے پیش کرنا، لوگوں کو خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا، یہ وہ تبلیغی اصول ہیں جو ایک داعی و مبلغ کے لیے از بس ضروری ہیں اور ان پر کاربند رہ کر ہی اس راہ میں کامیابی کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاحِ معاشرہ

یاد رکھیے کہ آج معاشرے میں جن برائیوں نے جنم لے رکھا ہے اور جس کی وجہ سے لوگوں کی زندگی دینی لحاظ سے بے کیف ہے اور خطرناک حد تک بگڑ چکی ہے، اس کی طرف توجہ کرنا بھی علمائے کرام کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ آج اگر دیکھا جائے تو ''اصلاح معاشرہ'' کا بہت چرچا ہے۔ حکومت کی سطح پر بھی اور دیگر رہنمایانِ قوم کی طرف سے بھی۔ اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی۔ کثرت سے لوگ اصلاحِ معاشرہ کے لیے کام کر رہے ہیں مگر عرصہ دراز سے اس کا چرچا ہونے کے باوجود کوئی صورت اصلاح معاشرہ کی نظر نہیں آ رہی۔ بلکہ معاشرے میں بگاڑ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ دیکھیے تو پتہ چلے گا کہ گھر گھر، گلی گلی، شہر شہر، اس کی لپیٹ میں ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے، باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا، دوست دوست کا، تاجر تاجر کا، زمیندار زمیندار کا، غرض ہر طبقے اور ہر سطح پر معاشرے میں فساد برپا ہے۔ بے حیائی، عریانی، افلاس، جہالت، غفلت، بے حسی، خود غرضی، یہ وہ چیزیں ہیں جو عام ہو چکی ہیں۔ کہاں تک بتایا جائے۔

دل میں، جگر میں، سینے میں، پہلو میں درد ہے
اے چارہ گر! بتا کہ بتاؤں کہاں کہاں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر اس سیلاب کو روکنے کی کوشش نہ کی گئی تو بہت جلد یہ لاعلاج ہو کر رہ جائے گا اور قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب حکومت سمیت، قوم کے بہت سے افراد، تنظیمیں اس کے لیے کام کر رہی ہیں تو یہ کام کیوں نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے معاشرہ کی اصلاح اگر ہو سکتی ہے تو وہ صرف شریعت اور دین پر عمل کر ہی ہو سکتی ہے۔ اس لیے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ دین کیا ہے؟

دین کیا ہے؟

صرف نماز روزہ وغیرہ کی پابندی کرنا، دین نہیں، بلکہ دین کا ایک حصہ ہے۔ درحقیقت دین کے پانچ اجزاء ہیں۔ جب تک پانچوں اجزاء نہ ہوں، دین نامکمل رہتا ہے۔ جیسے آپ کو کوئی کھانا پکانا ہو۔ مثلاً پلاؤ پکانا ہے تو اس کے لیے گوشت، چاول، نمک، گھی وغیرہ اجزاء ہیں۔ ان میں سے کسی ایک چیز کو پلاؤ نہیں کہا جا سکتا، اسی طرح دین کی تکمیل کے لیے پانچ اجزاء ہیں۔

دین کے پانچ اجزاء

پہلا جز: عقائد

عقائد جمع ہے عقیدہ کی اور عقیدہ کہتے ہیں ''گرہ'' کو۔ مطلب یہ کہ دین کی وہ باتیں جن کا ماننا ضروری ہے، اور وہ ایسی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کہ ان کے بغیر انسان مومن نہیں کہلا سکتا، انسان کے دل میں گرہ کی طرح مضبوطی سے جمی ہوئی ہوں کہ کوئی شیطان وغیرہ انسان کے دل میں ان کے خلاف کسی قسم کا شبہ پیدا نہ کر سکے۔ عقائد بہت سے ہیں۔ مثلاً توحید، رسالت، قیامت، فرشتے، اللہ کی باتیں، جنت، دوزخ وغیرہ

جب ایک انسان صحیح عقیدوں کو اپنا لیتا ہے تو اس کے خیالات، فکر اور سوچ اور فہم درست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے ہیں۔ وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ سکتا ہے، نہ سوچ سکتا ہے جو خدا اور اس کے رسول کے احکام کے خلاف ہو۔ اس سے انسان کی زندگی کی صحیح سمت متعین ہو جاتی ہے اور وہ زندگی میں فکر اور سوچ کی غلطیاں کرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے کفر، شرک، الحاد، زندقہ، فسق اور فجور وغیرہ ہر قسم کی گمراہی سے بچا رہتا ہے۔

دوسرا جز: عبادات

دین کا دوسرا جز ''عبادات'' ہیں۔ یہ عبادت کی جمع ہے اور یہ لفظ ''عبد'' سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں ''غلام'' لہٰذا عبادت کے معنی ''غلامی'' ہوئے۔ یعنی عبادات وہ ہیں کہ جن کو انسان اللہ و رسول ﷺ کا حکم سمجھ کر بجالاتا ہے۔ اپنی سوچ اور فکر کا اس میں دخل نہیں ہوتا کیونکہ غلام کا کام فرمانبرداری کرنا ہے کہ جو حکم آقا کی طرف سے ملے، اسے بے چون و چرا بجالائے۔ جیسا کہ اس لفظ کے مفہوم کا یہی تقاضا ہے۔ کیونکہ غلام بھی خدمت کے لیے ہوتا ہے اور نوکر اور ملازم بھی۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ ملازم کی خدمات متعین ہوتی ہیں۔ مثلاً آپ نے اپنے گھر میں ایک ملازم، بطور باورچی کے رکھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ذمے کھانا پکانا ہے۔ اگر آپ اس سے کسی وقت یہ کہیں کہ ہمارے باغیچے کے پودوں کی آبیاری کرو اور ان کی تراش خراش اور لان کی گھاس کاٹو۔ تو اس کو حق ہے کہ وہ ان کاموں سے انکار کر دے اور کہے کہ یہ میرا کام نہیں، یہ کام مالی کا ہے، مجھ سے کھانا پکوائیے۔ اس کے برخلاف، غلام کی خدمات متعین نہیں ہوتیں بلکہ اس سے جو کام، جس وقت کہا جائے، اسے کرنا پڑے گا۔ اگر ایک وقت اس سے کہا جائے کہ کھانا پکاؤ، تو اسے کھانا پکانا ہوگا۔ دوسرے وقت میں اگر باغیچے کی دیکھ بھال کو کہا جائے تو وہ بھی کرنا پڑے گا۔ کسی وقت اگر مالک اس کو حکم دے کہ ہمارا لباس پہن کر، ہماری سواری میں سوار ہو کر، فلاں جگہ جا کر ہماری نیابت کرو تو وہ بھی کرنا ہوگا۔

اس تفصیل کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ کے ساتھ عبدیت یعنی غلامی کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، ضابطے (یعنی نوکری اور ملازمت) کا نہیں۔ یہ معنی ہیں عبادات کے، اس میں نماز، روزہ، حج زکوٰۃ اور دیگر اعمال صالحہ آ گئے۔

تیسرا جز: اخلاق

اخلاق "خلق" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عادت۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ انسانوں میں ہر قسم کی عادتیں ہوتی ہیں، اچھی بھی اور بری بھی اس پر بھی ساری دنیا کا اتفاق ہے کہ اچھی عادتوں کو اختیار کرنا چاہیے اور بری عادتوں سے بچنا چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود، انسان اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ دنیا میں کون کون سی عادتیں اچھی ہیں اور کون کون سی بری ہیں بلکہ اس سلسلے میں خاصہ اختلاف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایسی باتوں کا فیصلہ کرنے کے لیے انسان کے پاس دو چیزیں ہیں، ایک عقل اور دوسرے جذبات یعنی طبعی تقاضے۔ کسی عادت کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ کرتے وقت، اگر انسان پر، جذبات اور نفسیات غالب ہے تو وہ اسی کے مطابق فیصلہ کرے گا اور اگر عقل غالب ہے تو وہ عقل کے مطابق کرے گا۔ اب چونکہ دنیا میں عقلیں اور جذبات و شہوات مختلف ہیں، اس لیے فیصلے بھی مختلف ہوں گے۔ کچھ لوگ ایک عادت کو اچھا کہیں گے اور کچھ لوگ اسی کو برا ٹھہرائیں گے۔ اس طرح اچھے برے کا کوئی متفق علیہ یا صحیح فیصلہ نہیں ہو سکے گا۔ اچھائی، برائی، نیکی، بدی، حسن و قبح کے بارے میں متعدد گروہ بن جائیں گے اور انسانیت ہزاروں گروہوں اور ٹکڑیوں میں بٹ کر انتشار کا شکار ہو جائے گی بلکہ جمعیت فنا ہو جائے گی جو اقوام عالم کی جان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اچھے برے اخلاق کی پہچان اللہ تعالیٰ نے بندوں کی صوابدید پر نہیں چھوڑی بلکہ اچھے برے کا فیصلہ خود فرما دیا۔ رسول کریم ﷺ نے اچھے برے اخلاق کی فہرست بنا کر ہمارے ہاتھ میں دے دی۔ چنانچہ اچھے اخلاق تواضع، حلم، بردباری، صبر و شکر، زہد، تقویٰ، قناعت وغیرہ اور برے اخلاق میں تکبر ظلم، حسد، کینہ، بغض، حب دنیا، حب جاہ، حرص وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح قیامت تک ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ جبکہ انسانی تجویز میں یہ خرابی بھی ہوتی ہے کہ اس کی رائے بدلتی رہتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک چیز جس کو آج اچھی سمجھتا ہے، کچھ عرصہ کے بعد اسی کو برا سمجھنے لگتا ہے یا جو چیز آج بری لگ رہی ہے کل اچھی لگنے لگتی ہے۔

حکم یہ دیا گیا ہے کہ اچھے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو اور برے اخلاق سے پرہیز کرو۔ اب ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے یہ فہرست یکساں ہے جس کی وجہ سے امت میں مرکزیت اور جمعیت قائم ہے۔

چوتھا جز: معاملات

معاملات جمع ہے "معاملہ" کی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جو ضرورتیں پیش آتی ہیں اور ان کے لیے آپس میں لین دین وغیرہ کرنا پڑتا ہے، اس کو معاملہ کہتے ہیں۔ جیسے خرید وفروخت، رہن، قرض، ادھار، کرایہ داری، نکاح، طلاق وغیرہ۔ اگرچہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان چیزوں میں انسان کو اسلامی رہنمائی کی ضرورت نہیں، بلکہ یہ تو انسانوں کے ذاتی اور آپس کے کام ہیں، وہ جیسے مناسب ہو کر لیں۔ مگر یہاں بھی وہی سوال ہے کہ اگر انسانوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تو نت نئے طریقے نکلنے شروع ہو جائیں گے اور زیادہ سمجھدار لوگ، کم عقل والوں کو بے وقوف بنا کر اپنا نفع پیش نظر رکھیں گے اور دوسرے کو نقصان پہنچا دیں گے۔ اس لیے شریعت مطہرہ نے ان سب کے لیے قوانین وضع کیے ہیں اور اس کام میں بھی یکسانیت پیدا فرما دی ہے۔

پانچواں جز: معاشرت

معاشرت کے معنی ہیں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا، چونکہ انسان دنیا میں تنہا زندگی نہیں گزار سکتا، اس لیے اس کو دوسروں کی احتیاج ہے اور اسی وجہ سے دوسروں سے تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا واسطہ گھر والوں، خاندان والوں، محلّہ والوں، بستی والوں، دکانداروں، مزدوروں اور کاریگروں سے پڑتا ہے تو اس میں ہر ہر شخص یا ہر طبقے کے ساتھ کیا اور کیسا برتاؤ کرے؟ یہ بھی ایسا ہی سوال ہے کہ ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص اپنی سوچ اور فکر سے اگر کرے گا تو اختلاف پیدا ہوگا، لہٰذا شریعت نے اس بارے میں بھی اصلاحی اور انقلابی تعلیمات عطا فرمائیں جو ایک مرکزیت کی حیثیت اختیار کر گئیں۔ اس معاشرت ہی کو ''معاشرہ'' کہتے ہیں جس کے بگاڑ کا رونا رویا جا رہا ہے اور ہر شخص اصلاحِ معاشرہ کی فکر میں ہے۔

اصلاح معاشرہ کیسے ہو؟

اس کا طریقہ صرف اور صرف یہ ہے کہ سب سے پہلے قوم کے عقائد درست کرنے کی طرف توجہ کی جائے کیونکہ عقائد درست ہونے کے بعد ہی دوسری چیز یعنی عبادت کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کے عقائد ہی درست نہ ہوں تو اس سے ہرگز یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ عبادات بجا لائے گا۔

عبادات میں لگنے کے بعد اس کی توجہ ''اخلاق'' کی طرف مبذول کرائی جائے کیونکہ عبادت میں مشغول ہونے کے بعد اخلاق کی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عبادات میں بھی اصلاحِ اخلاق کی خاصیت رکھی گئی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت ۲۹:۴۵)

بے شک نماز بے حیائی کی باتوں اور برائی سے روکتی ہے۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ ۲:۱۸۳)

(روزہ رکھنے سے) تم متقی بن جاؤ گے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادات میں اصلاحِ اخلاق کی خاصیت ہے۔ اصلاحِ اخلاق کا مقصد یہی ہے کہ برے کاموں سے بچے اور اچھے کاموں میں لگ جائے۔

جب عقائد و اعمال کی اصلاح سے اخلاق کی اصلاح ہو جائے گی تو انسان کے معاملات خود بخود درست ہونے شروع ہو جائیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص کے اخلاق درست ہوں تو وہ جھوٹ نہیں بولتا، کسی کو دھوکا نہیں دیتا، کسی کو حقیر و ذلیل نہیں سمجھتا، ہر شخص کو اپنے سے اچھا اور برتر سمجھتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ اس میں حرصِ مال ہو، نہ حب جاہ، تو ایسا شخص معاملات میں کیسے خرابی پیدا کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ معاملات کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی بس تھوڑی توجہ کی ضرورت ہوگی۔

جب اصلاح عقائد سے لے کر اصلاح معاملات تک، انسان درست ہو جائے گا تو پھر اس کی معاشرت بھی سنور جائے گی کیونکہ معاشرت کی جملہ خرابیاں انہیں چیزوں سے جنم لیتی ہیں۔ اصلاح معاشرہ کا طریقہ یہ ثابت ہوا کہ ایسی تربیت گاہیں قائم کی جائیں جہاں لوگوں کو اور خاص کر نوجوانوں کو ان پانچوں اجزاء کی تربیت دی جائے۔ اس طرح کچھ عرصے میں ایسے لوگوں کی معتدبہ جماعت پیدا ہو جائے گی جن کو دیکھ دیکھ کر لوگوں کی اصلاح ہوگی۔

جیسا کہ اصلاح معاشرہ کا شور مچایا جا رہا ہے تو صرف شور مچانے، مضامین لکھنے، تقریریں کرنے، جلسے کرنے اور جلوس نکالنے سے ہرگز اصلاح معاشرہ نہ ہوگی (جیسا کہ اب تک نہیں پائی) جیسے ایک شخص مسجد بنانا چاہتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بنیادیں بھرو۔ پھر دیواریں کھڑی کرو، پھر چھت ڈالو، مسجد بن جائے گی۔ لیکن اگر کوئی یہ چاہے کہ پہلے چھت ڈال لوں، تو یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح بغیر اصلاحِ عقائد و اعمال و اخلاق و معاملات، کوئی یہ چاہے کہ اصلاح معاشرہ ہو جائے تو یہ بھی ناممکن ہے۔ جیسے کوئی یہ چاہے کہ کھانا پکائے تو بعد میں مگر کھالے پہلے۔

اس سلسلے میں علمائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ دیگر دینی امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اصلاحِ معاشرہ کے لیے بھی صحیح بنیادوں پر کام کریں۔ یعنی ایسی تربیت گاہیں قائم کریں کہ جن میں لوگوں کو مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ تربیت دے کر تیار کیا جائے۔

موجودہ معاشرتی تبدیلیاں اور علماء کا ردِ عمل

موجودہ زمانے کو بنظر غائر دیکھا جائے تو زندگی کے ہر شعبے میں تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج کے زمانے کا اگر ایک سو سال قبل کے زمانے سے مقابلہ کیا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی اور دنیا تھی اور آج کوئی دوسری دنیا ہے۔ زمانہ بدل گیا، تقاضے بدل گئے، قدریں بدل گئیں، ذہن بدل گئے، اچھے برے کا معیار بدل گیا اور اب لوگوں کو ایک سو سال یا دو سو سال بلکہ چودہ سو سال پیچھے لے جانا کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن مایوسی اور ناامیدی کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ ضرورت حکمت، مسلسل عمل، استقلال واستقامت ہے۔ اس سلسلے میں ضرورت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ آپؐ نے جب دعوت وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو ایسے ناسازگار اور بدترین حالات میں کیا کہ شاید اس کی مثال ملنی مشکل ہو۔ مگر حالات مسلسل نامساعد، مخالف اور ناسازگار ہونے کے باوجود، آپؐ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش پیدا نہ ہوئی اور آپؐ صبر واستقلال، ہمت وعزم کے ساتھ ساتھ نرمی، محبت، ہمدردی، خیرخواہی اور دلسوزی کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی طور پر پیغام حق پہنچاتے رہے۔ آخر کار آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی شاندار کامیابی عطا فرمائی کہ اس کی بھی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

اسی طرح آج علماء حضرات کے لیے مایوسی وناامیدی کی کوئی وجہ نہیں۔ عزم وہمت کے ساتھ آگے بڑھیں اور شیطان نے جو اپنا تخت بچھا رکھا ہے اس کو الٹ دیں۔ کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ احکام شریعت میں درجہ بدرجہ، فرض، واجب، سنت، مستحب، افضل اور مباح چیزیں ہیں۔ جن کے درجات اور مقامات سے علماء بخوبی واقف ہیں۔ ان میں سے فرائض وواجبات میں تو ظاہر ہے کہ کسی قسم کی ڈھیل نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس میں ڈھیل دینے اور کمزور پڑ جانے کے معنی یہ ہوں گے کہ دین ہی سے دستبردار ہو گئے۔ لیکن کسی کو فرائض وواجبات پر قائم کرنے کے لیے اگر صلح وآشتی اور محبت والفت کا طریقہ اپنایا جائے تو امید ہے کہ بہت کامیابی ہوگی۔ کیونکہ بات کرنے کا انداز، خطاب کرنے کا طریقہ، ہمدردی و دلسوزی کا مظاہرہ ایسی چیزیں ہیں کہ پتھر کو بھی موم کر دیتی ہیں۔

اس کے بعد اعمال مسنونہ کا نمبر آتا ہے تو اس بگڑے ہوئے دور میں جب تک کسی کو فرائض و واجبات پر پختہ نہ کرلیا جائے، اس سے توقع مشکل ہے کہ وہ سنن ومستحبات کا پاس کرے گا۔ لہٰذا جس کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرائض وواجبات پر لگانے کی کوشش کی جارہی ہے، اس کو سنن و مستحبات پر سختی نہیں کرنی چاہیے بلکہ جب وقت آئے تب توجہ دلانی چاہیے۔

جہاں تک افضل اور مباحات کا تعلق ہے تو ان کا درجہ سب سے بعد میں ہے۔ بعض حضرات اس سلسلے میں اپنی ذاتی پسند و ناپسند دوسروں پر بھی مسلّط کرنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ فرائض وواجبات سے بھی باغی ہو جاتے ہیں۔ اس لیے جہاں شریعت نے رخصت اور گنجائش دی ہے وہاں علمائے کرام کو بھی وسعت سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ آج وہ دور ہے کہ کوئی شخص فرائض و واجبات ہی پورے کر لے تو غنیمت ہے۔ فرائض وواجبات وسنن و مستحبات ومباحات وافضل کا سلسلہ زندگی کے ہر شعبے میں جاری و ساری ہے جس میں آج کل سب سے زیادہ انہماک لوگوں کو معاشی امور میں ہے۔ اس لیے ہر جگہ حسب ضرورت اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معاش حاصل کرنے اور پیسا کمانے کے لیے بھی شریعتِ مقدسہ نے اصول وقواعد عطا فرمائے ہیں، حدود وقیود مقرر کی ہیں اور حلال وحرام کی تمیز کی ہے مگر اس کے باوجود یہاں بھی وہی درجات ہیں۔ لہٰذا ہر جگہ اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ دین کو سہل بنا کر اس طرح پیش کیا جائے کہ دین کی روح باقی رہے اور عمل کرنے والے کو کچھ سہولت حاصل ہو جائے۔

رسول کریم ﷺ کے بارے میں ہے کہ جب کبھی آپؐ کو دو کاموں کے کرنے میں اختیار دیا گیا، آپؐ نے ہمیشہ ان میں سے آسان پہلو کو اختیار فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ اُمت کے لیے تعلیم ہے اور امت کے لیے سہولت اختیار فرمائی گئی ورنہ آپ تو مشکل پہلو کو بھی اختیار فرما کر نبھا سکتے تھے۔ اسی طرح آپؐ نے دو حضرات کو حاکم بنا کر بھیجنے کا فیصلہ فرمایا تو ان کو منجملہ ہدایات کے، یہ بھی امر فرمایا:

یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا

لوگوں پر آسانیاں کرنا، سختیاں نہیں اور لوگوں کو خوشخبریاں سنانا، ڈرانا دھمکانا نہیں۔

غور کیا جائے تو ان دو جملوں میں رحمۃ للعالمین ﷺ نے نہ صرف دعوت وتبلیغ کا طریقہ ارشاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمادیا بلکہ حکومت کرنے کا انداز بھی سکھلا دیا۔

غرض آج کے بدلے ہوئے حالات، خاص کر معاشی و معاشرتی حالات، بدلے ہوئے اذہان اور بدلے ہوئے رجحانات کو سامنے رکھ کر حکمت سے کام لینے کی بڑی ضرورت ہے اور یہ چیز حاصل کرنے کے لیے اپنے نفس پر قابو پانا ضروری ہے۔ اس کے لیے جدوجہد جاری رکھنی چاہیے کیونکہ ہر نیکی کا کام کرنے میں سب سے پہلے نفس ہی کی طرف سے رکاوٹ اور خرابی ہوتی ہے۔

اسی طرح آج معاشرت میں بڑی تبدیلی آ گئی ہے۔ اول تو نئی نئی ایجادات نے نظام زندگی تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ پھر روپے پیسے کی بہتات نے ذہنوں میں زبردست انقلاب برپا کر دیا ہے۔ روپے پیسے کی بہتات، شریعت کی نظر میں کوئی بری چیز نہیں، بلکہ یہ ایک نعمت ہے۔ اس سے انسان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، دل کو اطمینان رہتا ہے، دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے بھی اس کی ضرورت ہے۔ مگر یہاں پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ دین کی تعلیمات میں کسی جگہ مال کی مذمت نظر آتی ہے اور کسی جگہ اس کی تعریف کی گئی ہے۔ ایسے میں ایک سطحی نظر رکھنے والا انسان، فیصلہ کرنے میں حیران ہو جاتا ہے کہ کسی شق کو اختیار کرے۔ اس لیے اس کے بارے میں مختصراً اصولی بات سمجھ لیجیے:

اس جگہ دو چیزیں ہیں:

۱: کسب مال یا کسب دنیا

۲: حب مال یا حب دنیا

پہلی چیز منع نہیں، بلکہ بقدر ضرورت تو ضروری ہے مگر ضرورت سے زائد مباح ہے۔ بہر حال مال کمانے اور دنیا حاصل کرنے میں حلال و حرام کا خیال رکھنا فرض ہے۔ صرف انہی ذرائع سے مال کمایا جا سکتا ہے جو شریعت نے حلال قرار دیے ہیں۔ حرام ذرائع سے مال کمانا ہرگز درست نہیں۔

دوسری چیز یعنی حب مال یا حب دنیا، یہ بالکل منع ہے اور سختی سے روکا گیا ہے۔ حتیٰ کہ رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے فرمایا:

حب الدنیا رأس کل خطیئة

دنیا کی محبت تمام برائیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ''کسب دنیا'' بطریق حلال تو جائز، بلکہ مطلوب ہے اور کسب کے بعد اس سے محبت رکھنا ممنوع ہے۔ یعنی مال و دولت سے ایسا تعلق اور محبت، کہ انسان مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے بلکہ مال ہی کو مقصود سمجھ لے۔ یہ ہر خرابی کی جڑ ہے۔ لیکن اگر مال کما کما کر اللہ کی راہ میں اور جائز ضرورتوں میں خرچ کرتا ہے تو پھر یہ وہ مال ہے جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

نعم المال الصالح للرجال الصالح

نیک انسان کے لیے اچھا مال، عمدہ چیز ہے۔

اس کو ایک واقعہ سے سمجھیے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک صاحب نے بہت مال جمع کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بلا کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دے دو اور بیت المال میں جمع کرا دو۔ انہوں نے کہا کہ ایسا کرنے کی تو ہمت نہیں۔ فرمایا اچھا تمہاری مرضی۔ مگر چند روز کے بعد ان کو پھر بلایا اور یہی گفتگو ہوئی۔ پھر کچھ روز کے بعد بلایا اور یہی باتیں ہوئیں۔ اس کے بعد وہ صاحب خود حاضر ہوئے اور کہا کہ یا امیر المؤمنین! میں اپنا سارا مال بیت المال میں دے دینا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب اس مال کو تم اپنے پاس رکھو، بیت المال میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں۔ مطلب ظاہر ہے کہ پہلے ان کے دل میں مال کی محبت تھی جو انسان کے لیے تباہ کن ہے۔ اب محبت نکل گئی تو یہی مال نہ صرف یہ کہ بے ضرر ہو گیا بلکہ نافع ہو گیا۔ جیسا کہ مولانا رومؒ نے اس بات کو ایک مثال سے سمجھایا:

آب در کشتی ہلاکِ کشتی ست
آب بیروں، زیرِ کشتی پشتی ست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی پانی اگر کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو کشتی کے لیے ہلاکت و بربادی کا سبب ہے اور اگر کشتی سے باہر رہے تو کشتی کے لیے سہارا ہے۔ مزید فرماتے ہیں:

مال را گر بہر دیں باشی حمول
نعم مال صالح گفتہ رسولؐ

یعنی اگر مال کو اس لیے جمع کر رہا ہے کہ دین کے کام میں خرچ ہو تو یہ وہ مال صالح ہے جو مرد صالح کے لیے مفید ہی مفید ہے، جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان اوپر نقل کیا گیا۔

یہ بات بھی مدنظر رہے کہ ناجائز طریقوں سے دولت کمانے اور بخل سے تو منع کیا جائے مگر مال کمانے سے منع کرنے کی کوشش کرنا خلاف مصلحت ہے۔

احتسابِ اقتدار

اس دور میں جہاں زندگی کے ہر شعبے میں خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، وہاں حکومت اور طرز حکومت میں بھی بے شمار چیزیں قابل اصلاح موجود ہیں۔ ان کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا بھی علماء کے فرائض میں داخل ہے کیونکہ یہی ایک ایسا طبقہ ہے کہ جو یہ کام کر سکتا ہے۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ کام کو شروع کرنے سے قبل اپنے دل و دماغ اور ذہن و فکر کو اس سے پاک کر لیا جائے کہ حکام وقت سے کسی قسم کا کوئی نفع حاصل کریں گے اور یہ طے کر لیا جائے کہ اس سلسلے میں ان حضرات کی ہر پیشکش کو خوبصورتی اور تہذیب کے ساتھ نامنظور کر دیں گے۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ حکام کے پاس جا کر تبلیغ و تعلیم کے بعد اگر ان سے اپنی کوئی حاجت بھی پیش کر دی یا ان کی کسی پیش کش کو قبول کر لیا تو یہ اصلاح کی کوشش بالکل بے اثر اور ناکام ہو جاتی ہے بلکہ اس کا الٹا اثر ہوتا ہے۔ حکام یہ سمجھتے ہیں کہ اصل مقصود تو ان کا یہ تھا اور تبلیغ و اصلاح کو بہانہ بنایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاح اخلاق وکردار

اوپر کی سطور میں تفصیل سے عرض کیا جاچکا ہے کہ دین کے پانچ اجزاء ہیں جن کی تعلیم وتربیت قوم کے ہر طبقے کو دی جانی بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر معاشرہ میں امن وسکون پیدا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جیسے ممکن ہو اور جتنا بس چلے آپ کو کام کرنا چاہیے۔

علمائے کرام کے لیے لمحۂ فکریہ

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا ہے کہ آج بفضلہٖ تعالیٰ علماء کی کثرت ہے مگر پھر بھی عام طور پر لوگ علماء سے گریزاں ہیں۔ علماء کے قریب نہیں آتے جس کی وجہ سے بظاہر تو وہ اپنا ہی نقصان کررہے ہیں نہ کہ علماء کا۔ اس لیے اگر علماء، عوام کے اس رویے کی پروا نہ کریں تو علماء کا کیا بگڑتا ہے؟ یہ سوچ کر علماء اس طرف توجہ نہ کریں تو وہ اپنے کو حق بجانب کہہ سکتے ہیں۔

لیکن اس کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ وہ یہ کہ مندرجہ بالا بات درست ہونے کے باوجود علماء کی شان اور ان کے مقام کے منافی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ حضرات کا ایک تعلق تو عامۃ المسلمین سے ضابطہ کا ہے اور ایک تعلق وہ ہے جو آپ کو رسول کریم ﷺ سے ورثہ میں ملا ہے۔ اور وہ ہے شفقت علی الخلق اور رحمت ورافت۔ اس تعلق کی بناء پر آپ کا فرض ہے کہ آپ قوم کے افراد کی بے راہ روی کو تماشائی بن کر نہ دیکھیں بلکہ اس کی اصلاح کے لیے محبت وشفقت کے جذبات اپنے دامن میں لے کر آگے بڑھیں اور دین سے دور ہونے والوں کو گلے لگائیں۔ ان کے جسم اور ان کے دامن سے کانٹے نکال کر پھول سجائیں اور اس کوشش میں اپنی ذات کو بھول جائیں۔ اس راہ میں ہر قسم کی مشقت ومحنت برداشت کریں۔ اگر کچھ ناگوار امور پیش آئیں تو ان کو خندہ پیشانی سے گوارا کریں۔ اگر کچھ سخت وسست سننے کی نوبت آئے تو اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں، بلکہ پھولوں کی بارش سے دیں۔ اپنے اندر ایک لگن، ایک جذبہ بلکہ جنون پیدا کریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بمصداق

کلموا الناس علٰی قدر عقو لھم

لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو۔

سب کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکیں بلکہ ہر طبقے کے لیے، موقع کی مناسبت سے حکمت وحسن عمل سے کام لیں۔ علمائے کرام سے عام لوگوں کو کچھ شکایات اور شکوے بھی ہیں۔ لہٰذا صدق دل اور ٹھنڈے دل سے ان کو سنیں، ان کا جائزہ لیں اور اگر کوئی بات صحیح نظر آئے تو اس کی اصلاح کرنے میں نہ اپنی سبکی سمجھیں نہ دیر لگائیں۔ بلکہ ان لوگوں کے ممنون ہوں جنہوں نے غلطی کی نشاندہی کی ہے۔ دنیا میں آپ کے سامنے آپ کی تعریف کرنے والے تو بہت ملیں گے مگر آپ کی خامیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرنے والا کوئی کوئی ہی ملے گا۔ اس لیے اتفاق سے اگر ایسا آدمی مل جائے تو اس کی قدر کرنی چاہیے اور فوراً اپنے کردار کا جائزہ لے کر اصلاح کرنی چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند عمومی گذارشات

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا گیا کہ ہم جس طبقے (یعنی علماء) سے مخاطب ہیں، ان کی خدمت میں کچھ عرض کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ اس لیے آپ حضرات کی خدمت میں کوئی بات نصیحت کے طور پر پیش کرنا بھی جرأت رندانہ ہے۔ مگر بطور یاددہانی چند وہ باتیں جو سلف صالحین سے منقول ہیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

شخصی زندگی

ذاتی طور پر ایک عالم، سادگی، پاکیزگی، حلم، بردباری، تواضع وانکساری، خندہ روئی اور خوش مزاجی کا نمونہ ہونا چاہیے۔ زہد وتقویٰ کے ایسے مقام پر ہو کہ بات کریں تو دین کی معلومات میں اضافہ ہو۔ بے کار باتیں جن سے نہ دین کا نفع ہو نہ دنیا کا، ان سے پرہیز، معاملات میں کھرا ہونا، شرم وحیا کا پیکر ہونا، حتی الامکان خدمت خلق میں لگا رہنا، اخلاق وعمل کا نمونہ ہونا۔

خاندانی زندگی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو فرائض سونپے ہیں ان میں عزہ واقارب کے ساتھ حسن سلوک کو خاص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقام حاصل ہے، اس لیے اہل خاندان کے جتنے حقوق اپنے ذمے ہوں ان کو پورا کریں اور اپنے جو حقوق اہل خاندان کے ذمے ہیں، ان سے حتی المقدور صرف نظر کریں۔ اس طرح اس قدر راحت و آرام سے زندگی گزرے گی کہ بیان میں نہیں آ سکتی۔

مساجد میں

علماء کرام کو عام طور پر مسجد کی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں یہ نہ سمجھیں کہ مسجد میں ہمارا مقام مخدومیت کا ہے بلکہ مسجد کی ہر خدمت کو اپنے لیے نجات کا ذریعہ سمجھیں۔ اسی طرح مسجد میں آنے والوں کے لیے ہر قسم کی راحت و آرام اور سہولت کا انتظام کرنا اپنے فرائض میں سے سمجھیں۔ آنے والوں کے لیے دینی معلومات حاصل کرنے کا بھی کوئی پروگرام رکھیں۔ ہر نمازی کو اپنا بھائی تصور کریں اور ہر شخص سے محبت کا برتاؤ کریں۔ اختلافی یا فساد کی باتوں سے حتی الامکان بچیں۔

وعظ و نصیحت میں

خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ سننے والوں میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں لہٰذا کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے کسی کی دل آزاری ہو اور رنج پہنچے۔ حق بیان کریں جس سے باطل خود بخود ردّ ہو جاتا ہے۔ وعظ کہنے میں خیر خواہی اور دل سوزی ہو، جذبات کا اتباع نہ ہو بلکہ مقصد اللہ کی رضا ہو۔

حُسن معاشرت

آپ جانتے ہیں کہ آرام و راحت کی روحِ رواں حسن معاشرت ہے۔ اس سلسلے میں لوگوں کو آپ سے بہت توقعات ہیں۔ اہل خاندان، اہل محلّہ، برادری وغیرہ میں بیماروں کی عیادت، ضرورت مندوں کی مدد اور جنازے میں شرکت وغیرہ حسن تعلقات خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ کی یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عادات دوسروں کے لیے نمونہ بنیں گی اور اس طرح حسن معاشرت کی راہ ہموار ہوگی۔

آمد وخرچ اور معاش

عام طور پر جو علمائے کرام مساجد کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، ان کی آمدنی محدود ہوتی ہے اور بعض اوقات تنگدستی کی صورت بھی پیش آ جاتی ہے۔ ایسے وقت میں آپ حضرات پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نفس وشیطان بار بار ایسے وسوسے اور خیالات پیدا کرتے ہیں کہ جو شرعاً ہرگز قابل قبول نہیں ہوتے۔ لہٰذا آپ حضرات جنہوں نے دنیا کو چھوڑ کر دین کو اختیار کیا ہے اور آپ کی ذات عوام کی نظر میں ''دین کا نشان'' ہے، اپنے اوپر یہ ذمہ داری عائد سمجھیں کہ آپ کے کسی قول، فعل اور کردار سے ہرگز یہ نہ ہو کہ آپ دین کی رسوائی وذلت کا باعث بنیں بلکہ پورے استغناء اور شانِ بے نیازی سے زندگی گزاریں اور ہرگز کسی آدمی کے سامنے عرض حاجت نہ کریں۔ صرف اللہ سے رجوع کریں اور مستقل مزاجی کے ساتھ قناعت وصبر کا دامن تھامے رکھیں۔ ہر موقع ومحل کے لیے شرعی احکام موجود ہیں، ان سے سرمو تجاوز نہ کریں۔ یاد رکھیں کہ جو آمدنی، دین کو ذلیل کر کے حاصل کی جائے گی وہ تو وبال ہی وبال ہوگی۔ اس لیے استغناء، بے نیازی، خودداری اور توکل کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔ ہرگز کسی سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

ملکی وملی زندگی میں

اس سلسلے میں بھی علماء کرام پر ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ آج کل دنیوی اور مغربی سیاست بازی کا دور دورہ ہے۔ ہر کس وناکس بڑے چھوٹے مسائل پر زبان کھولتا ہے جس میں کچھ باتیں صحیح ہوتی ہیں اور کچھ غلط۔ ایسے مواقع پر احکام شریعت کو واضح کرنا اور قوم وملت کی صحیح رہنمائی اس طرح کرنا کہ حق کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عظمت واضح ہو جائے، ضروری ہے۔

نمونے کے طور پر یہ کچھ باتیں عرض کر دی گئیں اور

ایں قدر گفتیم و باقی فکر کن

کے مصداق، شریعت کا چراغ ہاتھ میں لے کر حکمت و دانائی کی راہ پر چلیں گے تو ان شاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی اور نصرت خداوندی آپ پر سایہ فگن ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری بات

آپ حضرات کی ذات گوناں گوں ذمہ داریوں کی حامل ہے۔ اس لیے موجودہ پرفتن دور میں بڑی ضرورت ہے کہ آپ کی رفتار و گفتار، آپ کا کردار و عمل، آپ کی پند و نصیحت، آپ کے اخلاق، آپ کے معاملات، اور آپ کا ہر وقت کا رہن سہن ایسا ہو کہ لوگوں کے لیے نمونہ ہو۔ مجالس میں آپ کے کردار کی مثالیں دی جائیں۔ لوگ آپ کے طرز عمل کو نمونہ بنائیں۔ جس شخص کی آپ پر نظر پڑے، وہ آپ کی شخصیت سے متاثر ہو، جو آپ کی بات سنے وہ آپ کا نادیدہ مشتاق ہو جائے۔ آپ کا وجود آپ کے ماحول میں باعث برکت خیال کیا جائے۔ غرض آپ صحیح معنی میں اخلاق نبی ﷺ کا نمونہ ہوں اور سلف صالحین کی یادگار ہوں لیکن یاد رکھیے یہ صفات خودنمائی یا ریاکاری کے خیال کے ساتھ نہ ہوں بلکہ خالصۃً لِلّٰہ ہونی چاہئیں۔

یہ سب باتیں کیسے حاصل ہوں، ان میں سے کچھ امور کی تفصیل ان اوراق میں آپ کی خدمت میں اس توقع پر پیش کی ہے کہ ''نمونہ از خروارے'' اور ''عاقل را اشارہ کافی است'' کے طور پر آپ حضرات کی یاددہانی کے لیے کافی ہے۔ آخر میں بطور خلاصہ یہ عرض کرنا ہے کہ جو حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مباش درپے آزار و ہر چہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گنا ہے نیست

یعنی اپنے کسی عمل، کسی فعل اور کسی بات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ، اس کے علاوہ جو چاہے کرو کیونکہ ہماری شریعت میں اس کے سوا کوئی گناہ ہی نہیں۔

بس! یہی عرض کرنا ہے کہ آپ سختی سے اپنی زندگی کا یہ معمول بنالیں کہ آپ کے کسی کام سے کسی کو تکلیف اور اذیت نہ ہو۔ اگر آپ اس امر کا اہتمام کرلیں کہ ہر وہ کام چھوڑ دیں گے جس سے لوگوں کو تکلیف اور شکایت پیدا ہو تو اِن شاء اللہ آپ کے فیوض و برکات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس سلسلے میں اس مضمون میں مذکور، اس ضابطے کا پاس رکھنا اور پابندی کرنا ضروری ہے جو بیان کیا گیا ہے کہ اگر لوگوں کو کسی ایسے کام سے تکلیف اور تکدر ہو، جو شرعاً فرض و واجب ہے تو اس کو ہرگز نہ چھوڑا جائے گا اور لوگوں کی شکایت کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ لیکن اگر ہم کوئی مستحب یا مباح کام ایسے انداز سے کرتے ہیں کہ جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کو دوسروں کی راحت کی خاطر ضرور چھوڑ دینا چاہیے اور بلاوجہ ضد اور اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ لوگوں کو تکلیف سے بچانا فرض ہے اور جس کام کو ہم نے اپنی انا کا مسئلہ بنا رکھا ہے وہ نہ فرض ہے نہ واجب۔ زیادہ سے زیادہ مستحب یا مباح ہے تو ایسی صورت میں واجب اور فرض کو چھوڑ کر مستحب اور مباح کام کرنا، ثواب کا باعث ہے اور نہ ہی جائز ہے، بلکہ گناہ ہے۔ اس لیے اس سے بچنا اور ایسے کاموں کا ترک کرنا ضروری ہے۔

وما علینا الا البلاغ

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ہماری دیگر مطبوعات

☆ نقش مہمات	حکیم محمد احمد ظفر
☆ اقبال اور دعوتِ دین	حیران خٹک
☆ تعمیر شخصیت میں عبادت کا کردار	ڈاکٹر اکرام الحق یسٰین
☆ اسلام سے وابستگی کے تقاضے	ڈاکٹر فتحی یکن
☆ خلقِ عظیم	ڈاکٹر خالد علوی
☆ قرآن مجید ایک تعارف	ڈاکٹر محمود احمد غازی
☆ فہم القرآن	ڈاکٹر خالد علوی
☆ اسلامی مالیاتی طریقہ کار	محمد حفیظ ارشد ملک
اقبال اور مسلم تشخص	ڈاکٹر خالد علوی
قاصد کہانی	ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر

دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
ISBN 978-969-556-108-9

پوسٹ بکس : 1485 اسلام آباد، پاکستان فون: 2262031 ,4~92 61751 فیکس : 2261648
ای میل : dawah@isb.compol.com ویب سائٹ : www.dawahacademy.org